

RAFE BOOK
NOT TO BE ISSUED

۳۹۸۲۵

اعلام حضرت مہند گانغا معامتہ ظلم العا

در چہا پہ خانہ رکاب سعادت

گلیاں کی دلکش چادر گلیاں بہشت

عقد شدہ

CHECKED 1987

Checked
1987

ملوک الکلام

CHECKED 1995

بانتظام علی الدین امجدی مشاعرہ و نبیرہ حاجی محمد ابرہیم صاحب مانسا مان حضور پر نور و
بترتیب و کتابت محمد عزیز الدین منشی محکمہ جناب مستند صاحب صرف خاص و پیشی خداداد

۶۱۹۵۵

باہتمام میر وزیر الدین مستم چہا پہ خانہ موصوف طبع شد

مصرع ہاے طح
عطیہ حضرت قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت
نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد افندہ ملکہ و حشمت



یہ مشاعرہ بیکان نمکوار قدیم محمد ابراہیم خانسانان میزخانہ مبارک حضور پر نور
واقعہ فیضانہ سرکار عالی تباریخ دوم شہر جادوی الاول شمسہ ہجری
یوم محبت بہ تہنیت چوتیسویں سالگرہ مبارک منعقد ہوا۔

اعلیٰ حضرت گانغا شاعر علیٰ

در چہا پہ خانہ رکابِ سعادت

المستعبد

ملوک الکلام

بانتہام کترین میر وزیر الدین مستم طبع

واقع بلو فرخندہ بنیاد حد آباد کن



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنزل العظمت قدر قدرت حضرت بندگامعالی مدظلہ العالی
وخلد اللہ ملکہ وضا عف سلطنتہ المتخاصہ اصفت

زبان سے ذکر کا تیرے ہی مانتے ہیں	ہزار نام کا ہم ایک نام لیتے ہیں
گلوں کے بدلے پہ کائے مدام لیتے ہیں	ہم اپنے پاؤں سے باتوں کا کام لیتے ہیں
جو اونکو اگے محبت کا نام لیتے ہیں	اونہیں غلام بنا کر وہ کام لیتے ہیں
خدا بچا بھلا اس را کا کیا کہنا	جو بانگین کی وہ وقت خرام لیتے ہیں
سبھی نے بزم میں دیکھا ہی پیارا اونکو	یہ دیکھنا ہی کہ وہ کس کا نام لیتے ہیں
کوئی جہان میں جو انہرے اون کے بڑے نہیں	بتوں کے اگے خدا کا جو نام لیتے ہیں
اٹھا جاتی ہیں تھم تھم کے فریح کی لذت	چہری کو ہاتھ سے ہم تھام تھام لیتے ہیں
ہمیں تو زہر بھی دیتی نہیں وہ ہائے ستم	خوشی سے غیر کے ہاتھ سے جام لیتے ہیں

دکھاتی ہے
زشتہ تو
نہیں بیا
پھنسا تو
دل آگیا
یہ خبر
خدا کی
کیسی خیر
جال و
کیسکو
مقیم کو
پرکھ لو
ہمیں
جو ہو کہ
جو سہ

دکھا تو پھر تے ہین گلشن میں اپنی رعنائی
 ز رشتے قبر میں دیتی ہین کیوں عذاب مجھے
 ندین زبان گو داد میر شعرون کی
 پھنسا تو زلف میں ہین لکو خبر و صیاد
 دل اگیا تہا زلیخا کا حسن یوسف پر
 یہ خبر و ہین مگر بادشاہ بن بیٹھے
 خدا کی شان جو پانی ہی پھر کپتے تھے
 کیسکی خیر نہیں کوئی دن ہی جاتا ہے
 جمال و حسن کے جو بادشاہ ہین اے دل
 کیسکو کوئی بچائیگا کیا بھلا دیکھیں
 مقیم کوئے محبت کو پاس اگر کب
 پرکھ لو جانچ لو کچھ کھوٹ نقد دل میں ہین
 ہمیں ہین ایسی جو شوخ سے بھی نہ لین بدلا
 جو ہو کسی سے تعافل تو کچھ گمان گذرے
 جو سر ہی جا تو عاشق کہی نہ لین احسان
 کہ شاخ شاخ کا تنکہ سلام لیتے ہین
 کہاں کا جرم کہاں انتقام لیتے ہین
 مزے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہین
 یہ ہم دیکھے ہمیں مول دام لیتے ہین
 بھلا وہ مول کہ بسے غلام لیتے ہین
 کہ عاشقوں کا نظر سے سلام لیتے ہین
 وہ آج چہین کے ساتی سے جام لیتے ہین
 کیسکے دکو وہ اب صبح و شام لیتے ہین
 وہ مول ہے ہزاروں غلام لیتے ہین
 وہ اک ہمیں ہین کہ گرتے کو تھا لیتی ہین
 سلام خضر علیہ السلام لیتے ہین
 کہرا مال کہرے اسکے دام لیتے ہین
 وہ رحم دل نہیں جو انتقام لیتے ہین
 وہ اپنی یزمن میں سب کا سلام لیتی ہین
 وہ خانہ زاد تمہارے غلام لیتے ہین

نامد ظلال العارف
صفحہ

لیتے ہین
 لاکام لیتے ہین
 لیتے ہین
 دام لیتے ہین
 لیتے ہین
 لیتے ہین
 عام لیتے ہین
 م لیتے ہین

قصور کوئی کرے اس سے اونکو بحث نہیں
غضب تو یہ ہے وہ آصف کا نام لیتے ہیں

رفت - عالیجناب راجہ لمینو بہادر آصف نواز و نت

وہ تیغ ہاتھ میں جب بے نیام لیتے ہیں	تو لوگ لکھو دین تہام تہام لیتے ہیں
غضب میں آگے وہ جدم صام لیتے ہیں	تو تاج شاہوں کا شاہ نظام لیتے ہیں
ہمارے قتل کو تلوار کی ضرورت کیا	کہ وہ تو ابرو لئے اپنے کام لیتے ہیں
وہ بادہ کش ہیں کہ دیدیکر اپنا دین و دل	ہم اپنے ساتھی مہوش سے جام لیتے ہیں
کسی نے پوچھا کہ ہے کون اچکا عاشق	تو سنکے ناز سے وہ میرا نام لیتے ہیں
کبھی گزر جو ہوا اپنا سو بزم سخن	مزے کلام کے ہم لاکلام لیتے ہیں
خدا کا فضل ہی ہم سرخ رو ہیں دنیا میں	کہ بوسے تیرے لب لالہ فام لیتے ہیں
گناہ ناز سے جب بیکہتے ہیں وہ دل کو	تو دونوں ہاتھ سے ہم دل کو تہام لیتے ہیں

کہڑے ہو یار کے کوچہ میں کیلئے رفعت

مزے رقیب تو بالائے بام لیتے ہیں

اقبال - عالیجناب نواب اقبال یار جنگ بہادر

جو نام حضرت آصف مدام لیتے ہیں

مزے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں

شراب پیتے

جو نور شمس

بلند فہم ہیں

ہوں کیوں

کرم جو سار

یراے صبا

وہ کرتے

مکان غیر

وجود دعا

بلائے دور

تجھے خبر

کیوں ہوں

میں اونکا

اڑے آ

ہے حجم

شراب پیتے نہ بھولے سے جام لیتے ہیں
 جو نور شمس و قمر صبح و شام لیتے ہیں
 بلند فہم ہیں ایسے کہ قلعہ گردون
 ہو کیون نہ پیری میں زلف سرا کا عشق پہ
 کرم جو ساقی کا آتا ہے یاد فرقت میں
 سراے صید دل طایراں گلشن قدس
 وہ کرتے ہیں جو اشار و سیل کے ارشاد
 مکان خیر میں ہوتی ہر مرثیہ خوانی
 وجود حاسد شاہ دکن کو کر کے فنا
 بلاے دہر ہے رفتار اور ستم ٹھوکر
 تجھے خبر نہیں فریاد کی مری در نہ
 لکھنوں ہو خشر جو آفتاب نیزہ پر
 میں اونکی یز میں جاؤں تو کس توقع
 اڑے تو طایر رنگ خا اڑے کیونکر
 ہے جم سے جام طلب آمنہ سکندر سے

خمار نشہ کو ساقی سے وام لیتے ہیں
 تمہارے عارفانور سے وام لیتے ہیں
 کمند فکر سے ہر صبح و شام لیتے ہیں
 یہ وہ عصا ہیں کہ گرتے کو تہام لیتے ہیں
 تو دونو ہاتون سے سینہ کو تہام لیتے ہیں
 وہ اپنے ہاتھ میں زلفون کا دام لیتے ہیں
 زبان حال کا انگہون سے کام لیتے ہیں
 ہمارا وہ جو کسیدن سلام لیتے ہیں
 ہم اپنی آہ سے بجلی کا کام لیتے ہیں
 عجیب شکل سے دل خوشخرام لیتے ہیں
 جگر فرشتے ہی ہاتون سے تہام لیتے ہیں
 قرار آج وہ بالائے بام لیتے ہیں
 وہ دیکھتے ہیں نہ میرا سلام لیتے ہیں
 وہ روز ہاتھ میں گیسو کا دام لیتے ہیں
 حراج یہ مرے شہ کے غلام لیتے ہیں

نواز و نت

تہام لیتے ہیں

غلام لیتے ہیں

کام لیتے ہیں

جام لیتے ہیں

انام لیتے ہیں

م لیتے ہیں

فام لیتے ہیں

ل کو تہام لیتے ہیں

بہا دور

لام لیتے ہیں

مطالعہ میں ہے دیوان حضرت آصف	مرے کلام کے ہم لاکلام لیتے ہیں
گناہ تہرے دیکھو نہ بزم میں مجھ کو	جنون زدوں کی گہن انتقام لیتے ہیں

گلاب و عطر سے دھوتے ہیں نہ کو ہم اقبال
جو نام آصف عالی مقام لیتے ہیں تو

نادان - جناب امراؤ مرزا صاحب برادر زادہ نواب بیچ ملک

نظر ملا کے وہ جہدم سلام لیتے ہیں	جگر کے ساتھ ہی ہم دلوں کو تہام لیتے ہیں
شب وصال کا یون انتقام لیتے ہیں	وہ منہ کو پیر کے میر اسلام لیتے ہیں
اوہنین کے ہاتھ ہے سب جبر و اختیار کی	جو دلوں کو آتے ہوئے روک تہام لیتے ہیں
ہمارے واسطے ہی خاص امتحان و فائز	وہ ہمسے روزی ہی ایک کام لیتے ہیں
مٹا دیتے ہیں انکھیلیوں کی چل چل کر	مرے خرام کے یون خوشخام لیتے ہیں
نہ تمنے دلوں کو چورایا نہ ظلم کرتے ہو	قصور وار میں ہم اتہام لیتے ہیں
دین نہ جو رفلک سے نہ رشک اعدا سے	مرے جو تیری جفا کے مدام لیتے ہیں
وہ تیغ باندہ کے مقتل میں اب نہیں آتے	فقط اشارہ ابرو سے کام لیتے ہیں
کرونگا تم کو نہ رسوائے خلق میں ہرگز	رقیب تم سے مراجعہ نام لیتے ہیں
عدو کے ہاتھ سے ہر بار بزم عشرت میں	مرے رُلائے کو نہ ہر منہ کے جام لیتے ہیں

<p>اونہیں خطر نہیں محشر میں قیامت ہے یہاں کرم ہے اہل وطن پر سا فروں عطا ہزار خط غلامی لکھے اونہیں ناواں</p>	<p>جو نام آپکا خیر الانام لیتے ہیں ثواب سیکے ہی شاہ نظام لیتے ہیں وہ مفت ہی نہیں ایسے غلام لیتے ہیں</p>
---	---

حبیب - جناب مولوی سید کاظم صاحب کنٹوری

<p>مصوری کا تصور سے کام لیتے ہیں ہر ایک صبح کو خنجانہ کرم سے ترے جلاتو جاتی ہیں مردوں کو وہ دم زغار کہان ہر عالم پر میں شغل میخواری یہود و نون ایک ہیں بچتوب کافعی شہر مثالی سا غم ہے میں وہ لوگ سرگردان کریم زور دکھاتے ہیں دستگیری میں ابھی ہوں قتل سے محروم واہ رستمیت جو مجھ سے کرتے ہیں فریاد فسانہ غم بلا کا ہے ترے عشاق میں ثبات قدم بہر نیلے نکلے دل مے تو لاسے</p>	<p>نظر میں ہوتا ہے ہم جگانام لیتے ہیں شکوہ ہاتھوں میں گلزنگ جام لیتے ہیں لب سچ کا ٹھوکر سے کام لیتے ہیں دوا کی طرح نقطہ صبح و شام لیتے ہیں خطا کسی کی ہو زند و نکانام لیتے ہیں جو سر پہ بار رفاہ انام لیتے ہیں ہمیشہ گرتے ہوؤں کو یہ تہام لیتے ہیں وہ اوٹھتے ہیں تو عدو ہاتھ تہام لیتے ہیں تو اہل درد جگر پہلے تہام لیتے ہیں پیار سچ و مصیبت کی تہام لیتے ہیں یہ بادہ ہم پئے شرب مدام لیتے ہیں</p>
---	--

پہرکتے ہیں مری نازک خیالیوں سے حسین	سخن کی دیتے ہیں داد اور سلام لیتی ہیں
جگر پہ دیتے ہیں تیغ نظر کا اک چر کا	اشارہ سے جو کہی وہ سلام لیتی ہیں
بتا کے عاشق گم گشتہ کو ترے رستہ	وہ عینِ حضور علیہ السلام لیتے ہیں
ادب سے کہتے ہیں روشن نگاہ ناز دا	وہ اپنے عاشقوں کا جب سلام لیتی ہیں
لڑا کے انگلیں وہ غرغہ سے پوچھتے ہیں چراغ	اداسے تیغز نو کئے سلام لیتی ہیں
مین جا کے کیا کروں کہتا ہے قاصدِ ناکام	پیام سنستے نہیں وہ سلام لیتے ہیں

حبیبِ لادرو لعلِ گرانِ بہا ہے سخن

پسند کر کے حضورِ نظام لیتے ہیں

جلی۔ جناب نواب میر مصطفیٰ علیخان صاحب تلمیذِ سخی صاحب

کبھی جو آہ سے مظلوم کام لیتے ہیں	فرشتے عرشِ معلیٰ کو تہام لیتے ہیں
طریقہ سیکھا ہے کیا خوب دل دکھانیکا	وہ میر سلسلے غیروں کے نام لیتی ہیں
جزا کے روز سے ظاہر ہوا یہ صاف مجھے	گناہگار ہوں میں انتقام لیتے ہیں
جو مشتری ہیں زرد مال دیکے منہ سے	دُرخن وہ مرے لاکھام لیتے ہیں
کبھی جو راہ میں ملجاتے ہیں زہے قسمت	عجیب ناز سے میرا سلام لیتے ہیں
زبان پہ لائیں سکتے خیال غیر کا بھی	ہمیشہ دل ہی سیم تیرا نام لیتے ہیں

بہار آئی ہے ساقی سو چلکے محفل میں	شراب سرخ کے دو تین جام لیتے ہیں
کبھی جو کرتا ہونین دل سے نالہ پردرد	ترب کے لوگ کلیجوں کو تہام لیتے ہیں
گناہگار کہڑے ہیں جہاں سے سراپنے	وہ بہر قتل کمر سے حرام لیتے ہیں
نہ آئنگی کوئی مشکل یقین ہے درپیش	زبان سے نام علی صبح و شام لیتے ہیں

جلی ہنیں ہے امیر و فقیر کی کچھ قید

ہمارے شاہ سے سب خاص عام لیتے ہیں

فانی۔ جناب محمد احمد صاحب کتاخانہ دار حضرت شاہزادہ صاحب

جو بولے بیشک کبھی انکا نام لیتے ہیں	ہزار بار کلیجہ کو تہام لیتے ہیں
تمہارا ذکر تمہارا ہی نام لیتے ہیں	زبان و دل سے ہم اپنے یہ کام لیتے ہیں
پہرتے ہیں مری آنکھوں میں خون کے قطرہ	جب آپ ہاتھ سے غیروں کے جال تیرے ہیں
اگر ملے نو حسینوں کے واسطے ہم بھی	کہیں سے ایک دو دل قرض وام لیتے ہیں
دیا جو دل تو یہ فرما کے اوسنی ہنکدیا	یہ مال وہ ہے جسے خاص عام لیتے ہیں
سوال و صل سے پہلے سزا کا حکم ہوا	خطا ہوئی ہنیں اور انتقام لیتے ہیں
بیشک کرتے ہیں جو لوگ دیر و کعبہ سے	سہارا آپ ہی کے زیر بام لیتے ہیں
سنا ہوگا کبھی ایسا لین دین کوئی	وہ سکو گالیان دیکر سلام لیتے ہیں

کلام غیرون نے اونے کیا کہوں کیونکر	کہ وہ تو ہاتھ میں تینوں کلام لیتے ہیں
خدا سے بھی وہ نہیں مانگتے کچھ اُف و غرور	کہ یہ نہ سمجھے کوئی قرض وام لیتے ہیں

چراے کیلئے جان فانی جب یہ ہو معلوم	
کہ صبح لیتے ہیں یا آپ شام لیتے ہیں	

احمد جناب علی الدین احمد صاحب ثبیرہ محمد ابراہیم صاحب خاں سلمان
مہتمم شاعرہ

اشاروں ہی میں دل خاص و عام لیتے ہیں	غضب کا نیچے گناہوں کا کام لیتے ہیں
زبان و ذہن کے ذہین کام لیتے ہیں	مڑے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
عدو کا میر جلا نیکو نام لیتے ہیں	نی طرح سے وہ اب انتقام لیتے ہیں
کرے تو خاک کرے نامہ بر کوئی تدبیر	پیام کیا کہ نہیں وہ سلام لیتے ہیں
شریک دیکھو فریاد یوں کے مجمع میں	وہ مضطرب ہیں کہ یہ کس کا نام لیتے ہیں
تو وہ کریم ہے تیرا کرم ہر نیدوں پر	سحر کو نام ترا خاص و عام لیتے ہیں
ہوے ہیں ظلم کے غور وہ اس قدر دیکھو	کہ میرے عکس سے بھی انتقام لیتے ہیں
جگاتے پھرتے ہیں فتنوں کو اک زمانہ کے	کہیں یہ دم ہی یہ محشر خرام لیتے ہیں
جنون ہی بہا گتا ہی سم ڈر کے اب کوئی	کہ ناحقوں یہ ہنسنے کا کام لیتے ہیں

جو تم پہ بس نہیں چلتا ہاں تو اپنا	ہم اپنے دل ہی کو کچھ روک تھام لیتے ہیں
نئے نئے دہ ستم کرتے ہیں میرجان پر	وہ انتقام پہ اب انتقام لیتے ہیں
مجھ کو وہ دیکھتے تک ہی نہیں اٹھا کر انگلی	غضب ہی غیر سے سنس نہیں کے عالم لیتے ہیں
کرم حضرت آصف کے یہ کیا ہی غنی	غلام مول نہارون غلام لیتے ہیں
سرخو رو پخت ہتھین میں یارونکی	کہ کہنے والے کسی کا کلام لیتے ہیں

ملول کیوں ہے غم روزگار سے احمد
خبر تری شہ عالی مقام لیتے ہیں

جوہری۔

بلا میں زلف و رخ لالہ فام لیتے ہیں	یہ کام ہاتھوں سے ہم صبح شام لیتے ہیں
وہ آپ ہیں کہ ستم ہی سے کام لیتے ہیں	یہ ہم ہیں درد و اہوا دکھو تھام لیتے ہیں
ہیں بیخون جگر سے کام لیتے ہیں	لہو کے گہوٹ سے ہم سے کام لیتے ہیں
تو نیکے نام تو ہم صبح و شام لیتے ہیں	برائے نام خدا کا بھی نام لیتے ہیں
کلام سنکے مراد لکھو تھام لیتے ہیں	فرے کلام کے وہ لاکھ لیتے ہیں
نہیں ہر درد کو کچھ ہوش برتا ہاں ہوش	کبھی جگر کو کبھی دل کو تھام لیتے ہیں
دیا ہے یار غم عشق نا تو ان دل کو	یہ کیا ہے کم کہ نکتوں سے کام لیتے ہیں

یہ رنگیا ہے کہ سب لوگ نام لیتے ہیں	رہا نہ حسن نہ ہار رہا نہ میرا عشق
ترے کلام کے اہل کلام لیتے ہیں	سخن کی قدر جو کرتا ہے وہ اہل سخن
کریم لوگ کہیں انتقام لیتے ہیں	خدا کو دیکھ گنہ پر بھی رزق دیتا ہے
اسی کام ہم اپنا مدام لیتے ہیں	بہنیں ہے مے تو یہ خون جگر ہی کافی ہے
کہ گاہ گاہ مرارو کے نام لیتے ہیں	بہنیں ہے مرنے کا غم یہ خوشی کی کیا کچھ کم
غضب ہی لوگ نہ جنکے سلام لیتے ہیں	وہ مجھ ہی ہوئے سرکار کی حضور ہی میں
تمہارے نام پہ جتنے ہیں نام لیتے ہیں	بچا یا موت کی منہ سے دیا جو بوسہ لب
جو ہاتھ میں کہیں ہم مے کا جام لیتے ہیں	یہ خون دل کا ہے اصرار میں تو ماضیوں
بہرتے ہیں نہ کہیں پر مقام لیتے ہیں	یہ باہ و مہر مسافر ہیں رات اور دن کے
کہ جیسے دوش پہ صیاد دام لیتے ہیں	بکھیرتے ہیں وہ شانہ سے زلف شانہ پر
کہ وقت صبح جو دیتے ہیں شام لیتے ہیں	ہے دہر دار مکافات اور جزا و عمل

ترے کلام میں اے جو ہری غضب ہی درد

کہ سنکے اہل سخن دل کو تہام لیتے ہیں

سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی۔

جیسا ہے جو روح جفا کا وہ کام لیتے ہیں	دلی زبان سے عاشق کا نام لیتے ہیں
---------------------------------------	----------------------------------

سنا

سخن

یہ

پلا

کرنا

تر

بلن

چہر

ہے

گدا

بیاد

کر

طرا

گناہ عشق کا یوں انتقام لیتے ہیں	وہ قتل ہوتے ہیں جو میرا نام لیتے ہیں
سخن کی دیتے ہیں دوا اور سلام لیتے ہیں	مڑے کلام کے اہل کلام لیتے ہیں
یہ پراثر ہے مری جا رہی دوستانِ فرق	ترکے دلوں کو وہ باتوں سے تہام لیتے ہیں
پلاؤ شربت دیدارِ شاہوہنِ روہین	کہ اولیٰ سانس ترے نشہ کا نام لیتے ہیں
کر نیکی تجھ کو تیغ یہ اشارا ہے	وہ سب کو چین چین اب سلام لیتے ہیں
ترے فراق میں یہ آفتون سیّانس ہوا	کہ روتی ہیں جو مصیبت کا نام لیتے ہیں
بلند ہوتا ہے جب نالہ دل مظلوم	فرشتے عرش کے پایہ کو تہام لیتے ہیں
چہ پی ہوئی تو واضع میں ہی اداسے ستم	مثال تیغ وہ جبکہ کر سلام لیتے ہیں
ہے دل میں جوش بہ صہبائے الفتاقی	مڑے شراب کو ہم صبح و شام لیتے ہیں
گدائیے در احمد نے دی ہے یہ تو قیر	کہ جبکہ کے شاہ ہی میرا سلام لیتے ہیں
بیان کرتے ہیں حبوت ہم فسانہ غم	تو سننے والے جگر اپنے تہام لیتے ہیں
کریم دے انہیں تو شوکت شہنشاہی	دعا فقیر و نکلی شاہ نظام لیتے ہیں
طریقِ حضرتِ ناسخ کے جتنی ہیں سالک	قلم سے تیغ دو پیکر کا کام لیتے ہیں

کیا سلامِ تخلص کہ بندگی ہے پسند
محض رو کیے کس دن سلام لیتے ہیں

تے ہیں

ہیں

ہیں

تے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

یتے ہیں

تی

یتے ہیں

صنیعہ۔ جناب محمد عبداللہ خالصا واما دنواب سر شرف الامراحم

ہم اونکا دل سے شب و روز نام لیتی ہیں	جر نام پاک ترا صبح و شام لیتے ہیں
تو دونوں باتوں سے ہم دلوں کو تہاں لیتی ہیں	وہ اوٹھ کے جا یکا جوقت نام لیتی ہیں
جوستے ہیں وہ کلیجہ کو تہاں لیتے ہیں	اثر دیا ہے خدا نے یہ میری آہوں میں
ستم ہر تیغ کا ابرو کا کام لیتے ہیں	وہ اک اشارہ میں کرتے ہیں دل مرا چورنگ
ہم اپنے جذبہ دل سے جو کام لیتی ہیں	وہ دوڑے آتی ہیں غیور کے کہنچے اپنی
جو سر جہاں کے تصور سے کام لیتے ہیں	وہ دل میں دیکھتے رہتے ہیں جلوہ محبوب
حسین تو بہ کسی کا سلام لیتے ہیں	غور حسن کب ملقت وہ ہوتے ہیں
تو ایک جام مئے لالہ فام لیتے ہیں	ہزار منتیں جب گلہ فونکی کرتے ہیں
بلا میں دو دنوں کی ہم صبح و شام لیتے ہیں	ہیں ل سے کاکل و رخسار یار پر شیدا
جناب خضر علیہ السلام لیتے ہیں	مجھی پہ کیا ہے بلا میں تو سبزہ رنگونکی
مڑتے فتنوں کے وقت خرام لیتے ہیں	بلا کے ہوتے ہیں یہ دلبران خوش رفتار
وہ ہاسے کہہ کے کلیجہ کو تہاں لیتے ہیں	ہم آہ کرتے ہیں دل توڑ کر جہاں قیاد
وہ اوسکار و جزا انتقام لیتے ہیں	ہو اتنا فتن جو کچھ مجھے عشق میں اونکے
غضب اچھ کی یہ سب خوش خام لیتی ہیں	جگاتے پر تے ہیں ہر سمت سوتے فتنوں کو

مراغه

مہربان

نہیں

۷۰

نہیں

تیرہمین

یہی من

نے میں

تے میں

لے رہے ہیں

میں

لحم

۱۱

یہ ہے

تے ہیں

النبي

بتوں کو ماتہ لگاتے نہیں خدا شاہد
رکھا دکھا کر شے سے سے ہر دم

وہن کا بوسہ تو ہم لاکھام لیتے ہیں
نہارون دل یہ حسین الہ فام لیتے ہیں

خدا سے ڈریے لیا کس نے بوسہ لگایو
یہ آپ کیلئے پیغم کا نام لیتے ہیں۔

حفظ جناب حفیظ الدین احمد صاحب فرزند محمد ارجم صاحب خانہ

سحر کوادھتے ہی مکیش تو جام لیتے ہیں
 کسی بزانہ سے بچیں گے ہم پام وصال
 پھرک پھرک ہی دیتے ہیں جان اسی یاد
 ہمارے دلکی لگا لگا کوئی کیا قیمت
 وہ چھپرستے ہیں درد و فراق کی حالت
 کسی نے غیر کی تصویر کینچی ہے در پر
 وہی جہان میں رہتے ہیں سرفراز اکثر
 انہیں عذاب جہنم کا خوف کیونکر ہو

جو مفت کی نہیں ملتی تو دام لیتے ہیں
خدا کا شکر ہے کہ وہ آبِ سلام لیتی ہیں
ترے سیر ہی دمِ زیرِ دام لیتے ہیں
یہ چیز وہ نہیں جسکو کہ عام لیتے ہیں
جگر کو ہاتون سے پہلے ہی تہام لیتے ہیں
غضب تو یہ ہے وہ میرا ہی نام لیتے ہیں
مثال تیغ جو جھک کر سلام لیتے ہیں
جو صدقِ دل سے محمد کا نام لیتے ہیں

حفیظ حال پہ اپنے گذشتی ہے کیا کیا
جو مسکرا کے ادا سے وہ جام لیتے ہیں

عاقل۔ جناب میر بر خور دار علی صاحب منشی محکمہ نذولست

ادب سے سر پہ ملائیک کلام لیتے ہیں	جو زور طبع سے ہم اپنے کام لیتے ہیں
حنائی ہاتھ میں جہدم وہ جام لیتے ہیں	تو ماہتاب سے عکس تمام لیتے ہیں
نظر جو اوست ت ناوک فگن کی بڑتی ہے	تو دل کو ہاتون سے ہم اپنے تہام لیتے ہیں
یہ لال لال جو ڈور میں اونکی انگلیوں کے	کیسے خون کا وہ انتقام لیتے ہیں
یہاں ہر طاق پہ عیسا کی سب مسیحائی	مریض عشق جو میں تیرا نام لیتے ہیں
لہو کو بیتی ہے برش گلونہ چڑہ چڑہ کر	وہ دست ناز میں جہدم حمام لیتے ہیں
ہنہیں ہر منطق و معنی سے بحث کچھ بھلو	سبق ہم عشق کا اونسے دھام لیتے ہیں
حرم سے دیر کو جا کر ملی ہے وہ لذت	کہ نام بت کا فقط صبح و شام لیتے ہیں
جہکائے دوتے میں عشاق کر دین اپنی	غضب میں لگے جو میں وہ حمام لیتی ہیں
پناہ ویر نہ کعبہ سے بھگو مطلب ہے	ہم اونکا سایہ دیوار و بام لیتے ہیں
ہزار دن فتنہ اٹھاتی ہیں در پہ غیر آکر	وہ گہر میں میر جو دم بھر قیام لیتے ہیں
مرے لئے تو کہے اون کے کیا قاصد	پیام سنتے نہ میرا سلام لیتے ہیں
ہیں اونکو ہاتھ میں بل کہا کے اسطرح کا کل	کہ جیسے ہاتھ میں صیاد دام لیتے ہیں
کشیدہ کس لئے ہیں مجھے صین بادہ کشی	فرے تو بوسہ کے لب ہائے جام لیتی ہیں

جب سحر یا رمین ہم کہتے ہیں عال آہ
تو ساکنانِ فلک دل کو تھام لیتے ہیں

وفاء جناب منشی محمد طفیل علی صاحب تلمیذ نواب سخی صاحب

زبان سے شعرو سخن کا جو کام لیتے ہیں	مڑے کلام کے وہ لاکھام لیتے ہیں
گناہگاروں کے پھر انتقام لیتے ہیں	الہی خیر مودہ پر حسام لیتے ہیں
ہزاروں ہوتے ہیں قتل اسکی ایک جنبش میں	مڑے سحر اپنی وہ خنجر کا کام لیتے ہیں
کبھی کبھی جو حضور ہی نصیب ہوتی ہے	عجب ادا سے وہ میرا سلام لیتی ہیں
اصیل تغین کسی جاتی ہیں کلام ہے کیا	شریف جتنے ہیں جہک کر سلام لیتے ہیں
ہمارے واسطے کافی ہے جنبش ابرو	ہمارے قتل پہ ناحق حسام لیتے ہیں
کسی کو دیتے ہیں کچھ شے جو بالدار کبھی	بڑے بخیل ہیں یہ دام دام لیتے ہیں
وہ عائن دیتے ہیں ساتی کو زند خوش ہو کر	جبا و سکر ہاتھ سحر لبریز جام لیتے ہیں
شب وصال تو گستاخان ہوئیں ہیں بہت	خدا ہی بخا وہ کیا انتقام لیتے ہیں
کبھی جو بڑا ہے گیسو کا بار وقت خرام	تو کس ادا سے کمر اپنی تہام لیتے ہیں
علی کے نام مبارک میں ہے اثر کیسا	یہ کام اون کا ہے کرتے کو تہام لیتی ہیں
ہمیشہ ہتا ہر سینہ سپردم پیکار	جو سور ہوتے ہیں وہ کب حسام لیتی ہیں

ت
تے ہیں
ہیں
لیتے ہیں
ہیں
ہیں
تے ہیں
ہیں
تے ہیں
تیری ہیں
ہیں
ہیں
ہیں
ہیں
ہیں
ہیں

مرے جلائی کو وہ ادسکا نام لیتے ہیں	رقیب کرتا ہے آگ کے آتش افزوی
زبان سے کام ہی صبح و شام لیتے ہیں	متہارے کیٹو رخ کی شاہی آہہ پر
حلب تو قبضے میں ہی ملک شام لیتے ہیں	ملا ہی بوس رخ ہے ارادہ کامل کا
غضب کی بات ہی شکل وہ کام لیتے ہیں	جواب ہوتی ہی دشوار کہتے ہیں تو کر
حرم میں یرمیں سب ادسکا نام لیتے ہیں	نہیں ہے فرق ذرا دونو گہراو سیکے ہیں

ہماری کیسی ہے قسمت وفا خدا جانے

دشائے شاہ سے سب خاص عام لیتے ہیں

الم و علم۔ جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب موبلف گلبن تاریخ

خدا کے بعد محمد کا نام لیتے ہیں	زبان سے ہم ہی ہر وقت کام لیتے ہیں
تو دونوں باتوں سے ہم دکتو تمام لیتے ہیں	جب اپنی گہر کو وہ جانیکا نام لیتے ہیں
سلام کر کے جواب سلام لیتے ہیں	سیرت جنگی تو اضع ہی وہ تو خود پہلے
وہاں ہم اپنی محبت سے کام لیتے ہیں	فرشتے کی ہی سرائی جہاں نہیں ممکن
طبیعت آئی ہوئی اپنی بہاں لیتے ہیں	اٹھا چکے ہیں جو ہم آفتین محبت کی
برے نپاک سے میرا سلام لیتے ہیں	جلا دیا مجھے یہ کہکے نامہ برنے کہ وہ
کہ غیر سنکے کلیجہ کو تمام لیتے ہیں تو	سنا بنا لگا مت سے ہمارا حال خراب

زمانہ اونکلی ہے ستانہ چال پر قربان	وہ جان خلق کی دقت خرام لیتے ہیں
جو کوئی ہوتا ہے عاشق وہ ایسے ہو ہیں خوش	کہ بیدرم کوئی گویا غلام لیتے ہیں
رٹانہ بہر کی برائی وہ کہتے ہیں مجھ سپر	کہ بات بات پہ میرا سی نام لیتے ہیں
شب فراق نکلتی ہے میرے گمناہ سے جواہ	فرشتے عرش معلیٰ کو تہام لیتے ہیں
ابھی نہ بچ کر ان نواہد دن کو صیاد	ذرا ٹہر کہ یہ دم زیر دام لیتے ہیں
جو پوچھتا ہے کوئی کون ہے جہان میں	تو نام آج کا ہم لا کلام لیتے ہیں
جلا تو رہتے ہیں ہوز فراق میں برسوں	وہ جرم وصل کا یون انتقام لیتے ہیں
کہا جواسے کیا اسکے برخلاف عمل	ہم اپنے نفس سے آپ انتقام لیتے ہیں
جناب شیخ جواتر ہیں میکد میں کہی	تو دست بریرغان ہی کام لیتے ہیں

الم یہ ہر شردہ غیبی مبارک و مسعود
 ز نام نظم جہان اب نظام لیتے ہیں

خواجہ۔ جناب خواجہ محمد اسحق صاحب مددگار صد مدرس قلعہ

جو دلکے آنکھوں سے دنیا میں کام لیتے ہیں	میرے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
اُدھر وہ غیر کے ہاتھوں سے کام لیتے ہیں	اُدھر کلجے کو ہم اپنے تہام لیتے ہیں
اُدھر جو ہاتھ اٹھا سے وہ کوسر کے لڑ	اُدھر میں سمجھا کہ میرا سلام لیتے ہیں

ہیں

لیتے ہیں

تے ہیں

لیتے ہیں

لیتے ہیں

نماز

لیتے ہیں

ہام لیتے ہیں

لیتے ہیں

لیتے ہیں

م لیتے ہیں

لام لیتے ہیں

تے ہیں تو

ہمیشہ جوش پر رہتی ہر چشم تر اپنی	ہمارے نالے نہ دم بہر قیام لیتے ہیں
جو بوسہ گا تو کہنے لگے وہ ہنس ہنس کر	ہمیشہ مفت کی تنخواہ حرام لیتے ہیں
بگے تھارے لپٹ جائیں ل کی خواہش ہے	ادب کا جبر ہے ہم دلو کو تھام لیتے ہیں
کہا رقیبوں سے دکھلا کے لاشہ کو میرے	مریض عشق سے یوں انتقام لیتے ہیں

نہ دے تو دلو حسینوں میں اپنے اس خواجہ
ہمیشہ جبر وستم سے یہ کام لیتے ہیں

بارق۔ جناب مرزا مظفر حسین صاحب مدرسہ رسد قلعہ

زبان سے اپنے وہ نشتر کا کام لیتے ہیں	کہ چکیاں سر دل میں مدام لیتے ہیں
وفا کا لین وہ اگر انتقام لیتے ہیں	اٹھا کر تیغ کو کیوں ہاتھ تھام لیتے ہیں
نہ لین اگر نہیں زاہد سلام لیتے ہیں	کہ برہمن تو سہمی رام رام لیتے ہیں
جو دم بھر کے وہ وقت خرام لیتے ہیں	تو راہ چلتے ہوئے دلو کو تھام لیتے ہیں
مضروباج و محاصل میں ملکت اپنے	فقط دعا سے دل خاص و عام لیتے ہیں
ہمیں تباہ کیا آپ کی جفاؤں نے	فلک کا آپ عداوت کے نام لیتے ہیں
و سا جو تھوہیں نالے مرے تو گہرا کر	فرشتے عرش کی زنجیر تھام لیتے ہیں
وہ ہاتھ رکھ کے دل بقیہ پر میرے	کمال کرتے ہیں جلیکو تھام لیتے ہیں

اُسے تو کر دیا آزاد ایک مدت سے	ہمارے دلا وہ اب کس سے کام لیتے ہیں
بہتر ہر کے دم الفت کی راہ میں ہر دم	جناب خضر علیہ السلام لیتے ہیں
کبھی ہر زلف کی تعریف گامہ عارض کی	وہ ہے دون کی اب صبح شام لیتے ہیں
نہیں جینو میں خوش سیرتی مگر جب ہی	دل آدمی کا یہ صورت حرام لیتے ہیں
ہزار بار بکین آ کے حضرت یوسف	کب اونکو مول تمہارے غلام لیتے ہیں
سخن طراز میں جنکو زبان کی لذت ہے	مزے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
فلک پہ گرنہیں سکن تو عرش پر ہوگا	غریب خانہ کا کیون آپ نام لیتے ہیں
مئے فنامیں ہی لذت وہ کونسی یارب	کہ جبکایچ کے جان ایک جام لیتے ہیں
خطا ہو دل کی کہ انہوں کی کیا غرض افکار	وہ تاک جہانک میں میرا ہی نام لیتے ہیں
گئے ہیں نالہ ریان ابکے جو یہاں وہاں	کھڑے کھڑے وہ جواب پیام لیتے ہیں
عدم میں جب کوئی آتا ہی پوچھا نہیں	وہ فاتحہ میں کبھی میرا نام لیتے ہیں
جوشنگی میں پلاتا نہیں ہمیں ساقی	تو چہیں چہیں کے باتون سے جام لیتے ہیں
مٹی ہو نکو منائے ہیں کیوں یہ بدجوہر	کہ بہر خور بزرگون کے نام لیتے ہیں

جو ہم پہ پڑتی ہے مثل جہانیں آبارق
تو نام حیدر عالی مقام لیتے ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ہیں

ولہ

کچھ ایک اونس کے اوپر ڈرام لیتے ہیں	شراب کب وہ بھلاہر کے جام لیتے ہیں
حرام خور میں مال حرام لیتے ہیں	غریب دیکھ جو بوجہ دام لیتے ہیں
سب ابونام جناب نفام لیتے ہیں	جہانین شہرت ماتم کہی ہوئی ہوگی
شراب پیو کو ہم قرض دام لیتے ہیں	گرہ میں ایک ٹکے ہی نہیں ہوسے دی
ہزاروں مفت وہ ایسے غلام لیتے ہیں	ہمارے دل کا ہے کیا ذکر و بودیدیکر
نہ دیکھتے ہیں نہ میرا سلام لیتے ہیں	عدو کی بزم میں وہ اسطرف اٹھا کر نظر
ہم ایک دل سے ہزاروں ہی کام لیتے ہیں	وفا کی ہر محبت کی عشق بازی کی
ہوئی جو صبح تو رور کے شام لیتے ہیں	شب فراق کی ہوتی ہر صبح سو ہو کے
وہ ایک بوسہ کے کیا مجھ سے دام لیتے ہیں	ہزاروں دل تو نہیں پاس پوچھ لوں پہلے
کہ دم وہ آکے یہیں زیر دام لیتے ہیں	مزا ہے کچھ تو اسیران زلف کو تیرے
بہلا خدا کا یہ کس منہ سے نام لیتے ہیں	بتوں سے بات نہیں کرتے حضرت زاہد
وہ اپنے ہاتھ میں کب بھر عالم لیتے ہیں	شریک محفل میں ہم نہ جا کے ہوں جیتک
ڈگین جو پاؤں تو یہ ہاتھ ہاتھ لیتے ہیں	طریق آل محمد چلے دیکھو تو رُ

صلیہ میں مدحت آل رسول کے بارق

ہم ایک بیت پہ دارالسلام لیتے ہیں

برہنہ۔ جناب محمد شریف صاحب ساکن ہستانہ فاتحہ اعظم گڑھ

وہن سے نام جو خیر الانام لیتے ہیں	مڑے کلام کے وہ لاکھ لیتے ہیں
فصول خراج میں جو لوگ وام لیتے ہیں	برائی اپنی لئے وہ دوام لیتے ہیں
ہے مٹا گدہر کو خشک خدا کی قدر ہے	بہارن سر دیکھئے ناکام کام لیتے ہیں
سنبھل کے چال جو چلتی ہیں اس زمانہ میں	تو لوگ اونچا بھلائی سے نام لیتے ہیں
مٹھائی گر کی جو دوکان پرین جا ہم	تو پڑھ کے فاتحہ دادا کے نام لیتے ہیں
شکستہ مال ہوں اور وقت ناموافق ہے	کیا جفا کہ تو خالق کا نام لیتے ہیں

ہے فکر کرتا برہنہ تو کیوں ہو خوش دلمین

کہ اب خبر تری شاہ نظام لیتے ہیں

شرف۔ جناب محمد شرف الدین صاحب منشی فتر و پوانی سرکار

وہ جبکہ بزم سے آٹھنے کا نام لیتے ہیں	تو ہم کلیجہ و دل اپنا تہام لیتے ہیں
حسین ایسا ہے وہ دل را کہ مہر و ماہ	نکوۃ حسن کی اوس سے دلم لیتے ہیں
جو بوسہ تم نہیں دیتے تو کچھ نہیں پروا	خیال و خواب میں ہم صبح و شام لیتے ہیں
ہزار و ظلم حسینوں کو سہتے ہیں عشاق	وہ ایک کا بھی نہیں انتقام لیتے ہیں

میں کیا کہوں جو گذرتی ہر اوس گھڑی لپ	وہ دستِ غیر سے جو وقت جام لیتے ہیں
ہمارے شاہ کو ہر جو مذاق شعر و سخن	فرے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
غریب پرور و عادل کریم ابن کریم	شہِ دکن کا کہہ مد یہ نام لیتے ہیں
ہیں اوسکے طرح خدام صاحبِ حشمت	کہ مثلِ نبدون کے فاقم کا نام لیتے ہیں

عجبت ہے پہنچنا فاصد کا اونکے پاس شرف

نہ فخط ہی پڑتے ہیں وہ نے سلام لیتے ہیں

رنج۔ جناب میر محمد علی صاحب موسوی

ہمارے آگے جو لوگ انکا نام لیتے ہیں	ہم آہ بہر کے کلیجہ کو تہام لیتے ہیں
کبھی زبانِ جو ہم اونکا نام لیتے ہیں	فرے کلام کے پہر لا کلام لیتے ہیں
اُدھر وہ ہاتھ سے ساقی کے جام لیتی ہیں	اُدھر جانیان ہم تشنہ کام لیتے ہیں
نہ لطف ہی نہ محبت ہر اب نہ میل ملاپ	نہ وہ ہمارا نہ ہم اونکا نام لیتے ہیں
وہ اس طرف جو نکلتی ہیں بنِ سنور کے کبھی	تو دیکھہ دیکھہ کے ہم و لکو تہام لیتے ہیں
وہ ایک دو ہی پہ کرتے ہیں انھما کہیں	جو لینے والے ہیں بوسے مدام لیتے ہیں
کبھی جو آتا ہے مذکور بے وفائی کا	وہ سب کے سامنے میرا ہی نام لیتی ہیں
برائون سے وہ ہر خطہ ہر گھڑی ہر وقت	مرا ہی ذکر ہے میرا ہی نام لیتے ہیں

وہ جانتے ہیں کہ ہوگی نہ تاب نظارہ
کبھی کبھی جو ملاقات اوسے ہوتی ہے
ہمارے دل سے ہے کیوں تلو اس قدر نفرت
ہمیں یہ ضد ہے کہ دل مفت ہم نہ دینگے کبھی
لیا جو بوسہ تو سر کاٹ کر کہا اوس نے
اوسے سمجھتے ہیں ہم پادشاہ سے بڑا بکر
خدا بچا حسینوں سے ہیں وہ غارت گر
ملے جو مفت کی قاضی کو محرم حلال ہے پہر
نہیں ہوا سکے سوا کام حق کے بندوں کو
جبرک کر کہتے ہیں لو اپنی عقل کے ناخن
مرا نہ بادہ کشی کا ہمیں ملے کیونکہ
ہجوم یاس نے گہیرا ہمیں دیا ہی ہے
وہاں کیسی نہ تعظیم اور تواضع ہے
بتا کے آج مجھ کو سے یار کا رستہ
نرا لافلم ہے کہوتے ہیں قتل باتوں میں

مرے جمال کے ہم زیرِ بام لیتے ہیں
 تو دور ہی سے ہمارا سلام لیتے ہیں
 کہ ایسی چیز کو تو خاصِ عام لیتے ہیں
 زبان پہ اونکی ہے اب صبحِ شام لیتے ہیں
 کہ لینے والے یوں نہیں انتقام لیتے ہیں
 جو گنجے میں کہی وہ غلام لیتے ہیں
 کہ دل نہ راو کن وقتِ حرام لیتے ہیں
 نہ دام دیتے ہیں ایسے نہ جام لیتے ہیں
 سروِ نہ بار گنہ صبح و شام لیتے ہیں
 جو اپنا چاہنے والوں میں نام لیتے ہیں
 کہ اونکے ہاتھ سے بہر بہر کے جام لیتے ہیں
 ہماری جان یہہ ملکر تمام لیتے ہیں
 وہ بیٹھے بیٹھے ہی سب کا سلام لیتے ہیں
 دعائیں خضر علیہ السلام لیتے ہیں
 وہ اب زبان سے خنجر کا کام لیتے ہیں

کہو تو فکر ہے کیوں مفت دگر لینے کی نہ مانگتے ہیں نہ کچھ تم سے دام لیتی ہیں

ہمیشہ کیوں نہ کہیں سچ یا علی بدو

یہ نام وہ ہر کہ جو خاص و عام لیتے ہیں

بہتر۔ جناب ابوالمظفر شیخ غلام محمّد صاحب۔

تو پہلے ہاتھوں دل اپنا تہام لیتے ہیں

نظر سے اپنے وہ مخبر کا کام لیتے ہیں

جگر میں جکیان وہ لا کلام لیتے ہیں

کہہ ہی کہی وہ ہمارا سلام لیتے ہیں

وہ نام ہمارا نہ ہم اد نکھام لیتے ہیں

قص سے چوٹ کر دم زیر دام لیتے ہیں

وہ انگہوں انگہوں میں میرا سلام لیتے ہیں

قدم مسیح علیہ السلام لیتے ہیں

مڑے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں

کہ فیض اونسے بھی خاص و عام لیتی ہیں

ترا جو ہم کہی لے شوخ نام لیتی ہیں

جد ہر اشارہ کیا قتل ہو گئے عشاق

ہنسن ہی میرا ترنیا یہ رات دن ہرگز

اثر و فاکا کا پاری کچھ اتو ہونے لگا

مخالفون نے عجب سچ باہمی ڈالا

وہ باغ و بہر میں ہم غریب غلین ہیں

نظر چاکے قیوں ہی نرم عشرت میں

وہ عشرت خیز ہے اسے فتنہ گر تری قیاد

ہمیشہ میرے ہی شعار پڑھتے رہتی ہیں

جناب اس سلامت میں قیادت تک

بہتر۔ ورتہ سے محفوظ کا زمانہ میں

اوب سے اوکا سخن سنج نام لیتے ہیں

معجز جناب محمد عنایت حسین صاحب داماد عباس علی صاحب

علی کا دل سے جو شکل میں نام لیتے ہیں	خدا کا ہاتھ میں گرتوں کو تہام لیتے ہیں
وہ راز و دل کا عیان کرتے ہیں اشعار	زبان کا دیکھئے انگھوں سے کام لیتے ہیں
کہد و ریت اور عداوت کی کوئی حد بھی ہے	قصور کوئی کرے میرا نام لینے ہیں
شب فراق میں دل کو لکھ جو رتے ہیں	فرشتہ عرش کی زنجیر تہام لیتے ہیں
کلمہ بنکے جو ہوتے ہیں ہکلام اونے	مزے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
وہ پھنسیب ہوں آسمانی گلشن میں	پہنا فی کو مرے صیاد دام لیتے ہیں
اود ہر وہ چھین ہوٹوئیں گالیان بھیکو	اود ہر میں خوش ہوں کہ میرا ہی نام لیتے ہیں
زبان قطع جو کرتے ہو کیا حظا میری	تہہارا نام تو سب خاص و عام لیتے ہیں
دعا کے وقت میں نام مبارک جھف	دام خضر علیہ السلام لیتے ہیں
وہ تشنہ کام پیئگی نہ دین دنیا میں	جود سے ساتی کو شر کا نام لیتے ہیں
اونہیں کے سامنے رہتا ہے اتنے جانف	وہ آئینہ کا مرے دل سے کام لیتے ہیں
مزے کی چھیر عجب کیفیت ہر زدن کی	ہر ایک جام پہ قاضی کا نام لیتے ہیں
زبان پہ اوکا جو ہو لے سے نام آتا ہے	ہم اپنے ہاتھوں سے دل اپنا تہام لیتے ہیں

میری ہیں

لیتے ہیں

لیتے ہیں

لیتے ہیں

تے ہیں

لیتے ہیں

لیتے ہیں

سلام لیتے ہیں

ہیں جو

لیتے ہیں

نام لیتے ہیں

کبھی نہ خشک ہوں یا رب ہمارے دیدہ تر کہ ان سے اونکلی سنہا نیکا کام لیتے ہیں

ازل کے روز سے موشن و مست ہوں معجز

مین لوٹ جاتا ہوں جوئے کا نام لیتے ہیں

اثر۔ جناب مرزا احمد امجد بیگ صاحب۔

<p>جنہیں وہ دیکھتے ہیں دلکو تہام لیتے ہیں خدا کا شکر تڑپ میری بے اثر تو نہیں اب آہ و نالہ سے باہم نہیں ہیں تباہ فلک جہاں جو برا ہو غرض ہو گیا اس سے صفائی سے نہیں ملتا تباہی نفرت کا سہارا آہ کا کھو انہیں جفا کا خیال عنیت اتنی ہی ہمت ہے جسے صبح وصال جو کہتے ہی ہیں تو کہتے ہیں خانان برباد دماغ حسن ہے جو تہی آسمان پہ اثر</p>	<p>وہ اپنی نظروں سے خنجر کا کام لیتے ہیں کلیجہ اپنا ہی وہ تہام تہام لیتے ہیں خدا جو چاہتا ہے انتقام لیتے ہیں پہر آپ کیوں مراد بنام۔ نام لیتے ہیں وہ اس تپاک سے میرا سلام لیتے ہیں ہم اس سے لیتے ہیں وہ اس کا لہجہ لیتے ہیں جو وہ نہ رک سکیں دلکو تو تہام لیتے ہیں یونہی وہ لیتے ہیں جب میرا نام لیتے ہیں بہلا کہاں وہ کیا سلام لیتے ہیں</p>
--	---

صبر۔ جناب ابو النحر بن عبد الکریم خان صاحب دہلوی

<p>جو دل سے احمد مل کا نام لیتے ہیں</p>	<p>وہ دو جہان کی دولت تمام لیتے ہیں</p>
---	---

آہی خیر سو اس مرغ دل کا ڈر ہے مجھے	کہ اوسکے واسطے میاں دوا م لیتے ہیں
وہ بات بات میں کرتے ہیں دو ٹکڑے	زبان سے تیغ و دودم کا بھی کام لیتے ہیں
وہ دل ہی دل میں سمجھتے ہیں چچ کی مٹی	مڑے کلام کے وہ لا کلام لیتے ہیں
عجب بلا کے ہیں مکار میکدے والے	کہ کھو مفت پلا کے بھی دام لیتے ہیں

جلال ایسا ہے صابر کا کیا کہوں اکھبر	
کہ اپنے کتھون سے شیر و گلاب کام لیتے ہیں	

زور۔

سلام لیتے ہیں میرا نہ نام لیتے ہیں	بھوکے دیتی ہیں وہ مجھے کام لیتے ہیں
بلا میں گیسو و رخ کی دماں لیتے ہیں	یہ کام ہاتھوں سے ہم صبح و شام لیتے ہیں
پسند کھو نہیں بوسہ زلف و ابرو کے	لب و زبان کے تو ہم لا کلام لیتے ہیں
زمین پر گرے جاؤں ہم نڈال ہے دل	سنبھا تو تم ہمیں ہم دکھو تہام لیتے ہیں
مری وفا ہمہ تن گوش ہی کہو بھی تو	خدا کے سامنے کیا انتقام لیتے ہیں
خود آپ دنگر شرابی جواب ترک نماز	کیا بچھا عبث پیش امام لیتے ہیں
پکارتا ہے جہان الامان خدا کی پناہ	جب آپ ہاتھ میں اپنے معاملہ لیتے ہیں
فلک بتا کوئی مجھ سے ابھی بلند نصیب	مرا سلام وہ بالائے بام لیتے ہیں

تیسے ہیں

م لیتے ہیں

تیسے ہیں

ہیں

تیسے ہیں

تیسے ہیں

کام لیتے ہیں

تیسے ہیں

تیسے ہیں

تیسے ہیں

سی

تیسے ہیں

عجیب رنگ بدلتا ہے محتسب ہم پر	کبھی جو نام مے لالہ فام لیتے ہیں
مکانین بیٹھیں ہوئے اپنی خانہ لانا آج	بہارِ نو سخن خاص و عام لیتے ہیں
یہہ دورِ شہ کی و فورِ سلامتی کا ہے	گنہ معاف کہ ہم جبر کے جام لیتے ہیں
خوشی سناتی ہوئے آئیں ساری دلوں کو	کہ نذرین سالگرہ کی نظام لیتے ہیں
مچی ہے دھوم سلامت رہیں قیامت تک	دعا و خیر یہی شہ دوام لیتے ہیں
شہ کن کی درازی عمر کا وعدہ	خدا سے خضر علیہ السلام لیتے ہیں

حضور کی تو غلامی میں زور بے زچل
سنا ہے مولِ نیا اک غلام لیتے ہیں

قانون۔ جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب

نگاہِ نار سے جب وہ سلام لیتے ہیں	تو دو نو ہاتھوں سے ہم دلوں کو ہاتھ لیتی ہیں
پتہ بتاتے ہیں خضر گر نہ بتلا میں	تلاشِ یار میں ہم دل سے کام لیتی ہیں
ولادے ہاتھ سے اوکھو یہ جام ساقی	ترے تو ہاتھ سے ہر صبح شام لیتے ہیں
ستمِ تمہارا تو دیکھو کہ روبرو میرے	جو نام سے مجھ نفرت وہ نام لیتے ہیں
غورِ حسن یہ ہے اچھو کہ اللہ سے	نہ بات کرتے ہیں اب نہ سلام لیتے ہیں

وہ کس طرح کے توں مزاج ہیں قانون

کہی تو غیر سے کہ مجھ سے کام لیتے ہیں

رفت۔ جناب سید مخدوم محمد محمد حسین صاحب۔

حضور باتہ میں جدم حاتم لیتی ہیں	جبری ہی خوف سے دل پی تمام لیتی ہیں
حضور کا ہر زمانہ میں جشن سالگرہ	غریب خوانِ عطا سے سپام لیتے ہیں
صد آؤ خیر رزاقی ہے مبارک باد	بنام شاہ جو صحت کا جام لیتے ہیں
رہیں حضور سلامت مدام یا اللہ	زبان سے وقت دعا ہم یہ کام لیتی ہیں
جو دیکھتی ہیں کلام طیح آصف کو	مڑے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
ہمیں ہیں ایک کہ محروم ہیں عیال کے	عطا سے حصہ بھی خاص عام لیتے ہیں
خلاف حکم شہنشاہ کر دیا برباد	زبان سے عدل کا پیر کیوں یہ نام لیتی ہیں
یہاں کوئی نہیں سنتا ہماری اب فریاد	پناہ آپ سے ہم اے نظام لیتے ہیں

نہیں وسیلہ ہو رفت حضور عالی میں

وہاں بیوہ بچنے کا کیوں آپ نام لیتے ہیں

اکرم۔ جناب محمد کریم الدین صاحب برادر زادہ محمد عبد علی صاحب

زبان و ذہن سے ذیغیم کام لیتی ہیں	مڑے کلام کے وہ لاکلام لیتے ہیں
ہمیشہ ضبط سے وقت میں کام لیتی ہیں	جو درد اوٹتا ہے سینہ کو تہام لیتی ہیں

گدزتی یون ہی جدائی میں جی لیل و نہار	تمہارا نام فقط صبح و شام لیتی ہیں
فراق یا زمین کب چین بکھولتا ہے	ہمیشہ آہ سے نالہ سے کام لیتی ہیں
بگڑوہ جاتے ہیں ہر ایک بات پر عجیب	غضب خدا کا ہر جہز کی سے کام لیتی ہیں
کہا جو ساغرے دو تو تنہا کے یہ بولے	کہ ہم سے آپ تو ساتھی کا کام لیتی ہیں
ہمارے سر پر سلامت رہیں شہ آصف	قطرہ پناہ سایہ میں اوسکے دام لیتے ہیں
اوسکی فیض کا شہرہ جی حطرت کیو	اوسکا نام جہا میں تمام لیتے ہیں

یہی وظیفہ ہے کافی خدا رسول کے بعد

کہ اگر ہم آپ جو آصف کا نام لیتے ہیں

فرحت۔ جناب بالا پر شاہ صاحب تلمیذ مہدی حبیبی

ہم اپنی آہ سے اتنا تو کام لیتے ہیں	جگر کو ہاتھ سے اپڑوہ تہا میں
پہن وہ یا نہ پہن اک سرور آتا ہے	تمہارے ہاتھ سے ہم جبکہ جام لیتی ہیں
اگر عتاب ہو او کا خفا میں وہ ہم سے	پہرا پنا کس لئے وہ ہم سے کام لیتی ہیں
ادا سے ناز سے غمزدہ سے اور عشوہ سے	وہ بے درم کے ہزاروں غلام لیتے ہیں
رکھی نظام کو ناختر بس خدا قایم	کہ جسکے سایہ میں آرام عام لیتے ہیں

حسین اور کوئی ڈھونڈ لینگے ہم فرحت

سلام کرتے ہیں جو وہ سلام لیتے ہیں

خورشید

وہ چہرہ چاٹ کی محبت سے مدام لیتے ہیں
جب اونسنے نوک کی ہم صبح و شام لیتے ہیں
خدا کے واسطے اس دل کی قدر تم ہی کرو
عجب مزاح کہ وہ آج اپنی محفل میں
لگانو اے لگاتے ہیں پیٹ پیچھے تھپتھپ
جو تم بلاؤ تو پیچائیں ہم سب کے سب
مرا فسانہ بھی خالی نہیں ہے لذت سے
جفا کسی پہ کرے کوئی کیا کر میں اسکو
جب اونسنے چاہنے والو نکا ذکر آتا ہے
وہ ایک بوسہ پہ کس طرح ایک دل الیلین
نہیں مجال کہ میدان عشق سے کوئی
نکاحہ چلتی ہے تلوار کی طرح دل پہ
نہ تم کسی سے ملے اور نہ کوئی تم سے ملا

کہ دو دو باتوں سے میرا سلام لیتے ہیں
تو بات بات پہ وہ انتقام لیتے ہیں
یہ وہ رقم ہے جسے خاص و عام لیتے ہیں
مرے جلانیکو دشمن سے کام لیتے ہیں
وہ منہ پتھر تو کہیں جو میرا نام لیتے ہیں
کہ پینے والے کہیں ایک جام لیتے ہیں
نئی ادا سے وہ لطف کلام لیتے ہیں
کہ لینے والے تمہارا ہی نام لیتے ہیں
تو نام رکھ کے وہ میرا ہی نام لیتے ہیں
ہر ایک چیز کے دو نام ہی دام لیتے ہیں
جو لیتے ہیں تو تمہارے غلام لیتے ہیں
وہ اپنی انگلی سے ابرو کا کام لیتے ہیں
غلط ہے جو ٹھٹھ ہے سب اہتمام لیتے ہیں

کسی سے کیا بچاؤ اب بتائے خورشید
سلام آپ کا جب خود نظام لیتے ہیں

و الصغی - جناب سید عبد الصمد صاحب -

ہم اپنے باتوں کی اجابہ کام لیتے ہیں مرے جلانی کو دشمن کا نام لیتے ہیں فلک کی ظلم کا ہم انتقام لیتے ہیں اسیر اور سکے جو دم زبرد ام لیتے ہیں ہمیں کو اک نہیں ملتا تمام لیتے ہیں وہ داد چال کی وقت خرام لیتے ہیں یہ چیز دیتے ہیں جب پہلو دام لیتے ہیں اسی کو لین دہ اگر بول جام لیتے ہیں برے دماغ سے سب سلام لیتے ہیں یہ دیکھنا ہی کہ وہ کسا نام لیتے ہیں ہم اپنی سر پہ بلا اک دام لیتے ہیں	جگر کو روکتی ہیں دل کو تمام لیتے ہیں نہ آئے وصل میں ہی باز وہ شرارت سے بہا سے نالہ و فریاد بے سبب تو نہیں ستم تو دیکھیں ہوتا ہے کیا خفا صیاد غضب کی بات ہی باز رشتہ میں سوا ہزار شکر ہے یہ بھی کہ پائمالوں سے دل او کو مفت کرین نذر ہو نہیں سکتا دکھاؤں ساغر دل جا کے او کو محفل میں او نہیں ہی ناز ہے کیا کیا نیاز مند گناہ کا محبت ہو دل ہی اور میں ہی اسیر زلف جو ہوتے ہیں و الصغی او کو
--	---

نامی - جناب محمد غازی الدین خان صاحب سلمدار -

انگہ سے تیغ پہنچا کر کام لیتے ہیں
یہ کس کے خون کا وہ انتقام لیتے ہیں

دلون پہ تیغ کا ابرو سے کام لیتے ہیں
 خضبے پہ جو بہہ خنجر کا نام لیتے ہیں
 نقاب منہ پہ جو وہ لالہ فام لیتے ہیں
 اٹھ اٹھ کے فتنی ہی قدموں کو تہا لیتے ہیں
 غور و باتہ نکلتا ہے اونٹن کا لے لیکر
 وہ داغ عشق شگفتہ میں دل پہ اسے ٹکرو
 ہیں بوسہ دیکھ طلبگار جان و دل صاحب
 وہ رذر عید جو دیتے ہیں جام بہر پر کر
 پری و حور میں کیا چیز اونکی خدمت میں
 ہو سکی انکھ پہ الزام دل چرانے کا
 جو پختہ کار ہیں وہ عقل و ہوش دے دیکر
 ہمارے قتل کو بس اک گناہ کافی ہے
 ہمارا کیا نہیں عالم ہو کیف وستی کا
 مزے بتاؤں میں کیا اونکی خواب نشین کے
 ستم جو خنجر قاتل سے جو نہیں سکتی

وہ جرم کیا ہے جو یہ انتقام لیتے ہیں
 ابھی تو زخم جگر التیام لیتے ہیں
 ہم باتہ رکھکے کھینچ کو تہا لیتے ہیں
 ہماری جان جو یہ خوشخرام لیتے ہیں
 کبھی جو بھول کے میرا سلام لیتے ہیں
 جو رونما فی میں ماہ تمام لیتے ہیں
 امیر موح کے فقیروں سے دام لیتے ہیں
 ہم اون سے فطرہ ماہ صیام لیتے ہیں
 وہ یوسف کنعان کو غلام لیتے ہیں
 تمہارا نام تو سب فاصو عام لیتے ہیں
 تمہاری زلف کا سودا خام لیتے ہیں
 تم اپنے ذمہ یہ کیوں کہتاں لیتے ہیں
 کہ مانگ مانگ کے ساقی سے جام لیتے ہیں
 جو روز شب کو مٹنے تلخ کام لیتے ہیں
 تم اپنی چشم جیا سے وہ کام لیتے ہیں

وہ گل جو مین قد و زون دلفریبی مین	غلام سر و کوسین قیام لیتے مین
انہیں نجات کی کیا فکر عاقبت مین ہے	جو صبح اوٹھ کے محمد کا نام لیتے مین

متھاری یاد ہے اس گل کو بطرح نامی

یہ تم جو چکیاں ہر صبح و شام لیتے مین

عالم جناب عالمگیر محمد خان صاحب

ہمارے سلسلے غیروں سے کام لیتے ہیں	وہی مین ایسے جو ایسوں کا نام لیتے ہیں
جنہیں ہر قدر سخن کی وہی سمجھتے ہیں	نرے کلام کے اہل کلام لیتے ہیں
یہ اوکا کہنا ہی کر صبر خوشب فرقت	غضب ہی مجھے وہ کیا سخت کام لیتے ہیں
کیا کیا یہ کہنا زبان الفت سے	تجہی یہ مرتے مین تیرا ہی نام لیتے ہیں
کہا یہ ناز سے شوخی سے اور نزاکت سے	کلیجہ تہام کے تیرا سلام لیتے ہیں
شب وصال وہ کہنا کیا کایے غضب	یہ روز روز کا کیا انتقام لیتے ہیں
ہمارے سامنے آتے ہیں کس نزاکت سے	قدم اوٹھا کے کلیجہ کو تہام لیتے ہیں
مرے مربی و محسن مین ایک سین خان	کہ دفترون میں لوگ جٹا نام لیتے ہیں
شب وراق مین جب دل سے آہن کرنا ہوں	فرشتے عرش کی زنجیر تہام لیتے ہیں
بہت سستاتی ہے جب یاد او انکی راتوں کو	کلیجہ ہاتھوں کے ہم اپنے تہام لیتے ہیں

قا

ہمار

عد

خیا

ہر اک

متھا

نہر

کچھ

جو

جو

فرا

س

لیتے ہیں

م لیتے ہیں

کا نام لیتے ہیں

م لیتے ہیں

ت کا م لیتے ہیں

م نام لیتے ہیں

م لیتے ہیں

م لیتے ہیں

م لیتے ہیں

م لیتے ہیں

م لیتے ہیں

م لیتے ہیں

شبِ فراق کی ظلمت میں رہ نوری

قدم قدم پہ قدم اپنا تہام لیتے ہیں

عصائب خدا کا بارس میں عجب کے جا کر

ہر ایک بات پہ عالم کا نام لیتے ہیں

قادر۔ جناب قادر حسین صاحب حیدر آبادی۔

ہمارے آگے وہ غیروں کا نام لیتے ہیں

عدو کے ہاتھ سے جدم وہ عالم لیتے ہیں

خیال زلف میں اوبوں کا کر یار و ہسم

ہر اک قدم پہ ہزاروں ہی ہوئے ہیں پامال

متھارا حسن تبار ہی ادا متھارا بھن

نہیں ہے چین ترے ہجر میں کسی پہلو

کچھ ایسی بوسہ دی ہو گیا میں شادی گر

جو میں نے تذر کیا دل تو سنکے فرمایا

جو دیکھے ہمیں بوسہ تو لیجئے دل ہی

فراق یار میں غم آگیا کبھی کہی درد

کسی کی یاد جب آتی ہے ہجر میں جس کو

جگر میں چٹکیاں وقت کلام لیتے ہیں

ہم آنسو پیکے وہیں دنگو تہام لیتے ہیں

سراپنے مفت کا سودا سے عالم لیتے ہیں

وہ ایسی نازکی وقت خرام لیتے ہیں

جو دیکھتے ہیں کلچہ کو تہام لیتے ہیں

ہزاروں کروٹیں ہم صبح و شام لیتے ہیں

ستم کا لطف و کرم سے وہ کام لیتے ہیں

ہم ایسا کب ل حسرت مقام لیتے ہیں

نہ قرض تیرے میں ہم اور نہ وام لیتے ہیں

خبر ہی تو میری صبح و شام لیتے ہیں

سنبھل سنبھل کے جگر تہام تہام لیتے ہیں

<p>جفا سے تم ہو بے بد نام اک زمانہ میں بلا سے جان گئی میری محکوم فکر یہ ہے بگڑ کے کہتی ہیں وہ شکوہ جفا پر یوں</p>	<p>تمہارا نام برا نیک نام لیتے ہیں یہ لوگ کیوں مرے قاتل کا نام لیتی ہیں جب آپ لیتی ہیں میرا ہی نام لیتے ہیں</p>
<p>کرین وہ یا نکرین بات تجھے اے قادر یہی بہت ہے وہ تیرا سلام لیتے ہیں</p>	
<p>قطعہ تاریخ و تہنیت جشن سالگرہ مبارک علمحضرت خلد ملکہ من نتائج افکار جناب میر محمد علی صاحب موسوی تخلص رنج</p>	
<p>یہ رہے اچھا یہ رہے زندہ پالنے والا لاکھون کا</p>	
<p>یہ رہے خرم یہ رہے شادان تا بہ ابد یارب ہدا</p>	
<p>دیکھئے جشن عیش کا سامان رنج بھی دل میں خوش ہو کر</p>	
<p>سالگرہ چونتیسویں ہے اے شاہ دکن - یہ سال کیا</p>	
<p>۱۳ عجزی ۱۷</p>	

غزلیات غیر

احمد جناب علی الدین احمد صاحبانیرہ محمد اکرم صاحبانسان منیر خان مبارک

غیر دن ارتباط ہم سے کم ہوا	یہ کیا ہوا کہ اور ستم پر ستم ہوا
غیر دن پتیرا لطف ہوا اور کرم ہوا	اچھا ہوا جو حال پہ میرے ستم ہوا
بخشایہ مرتبہ ہر ترے سوز عشق نے	داغ دل خیرین ہی چسراغ حرم ہوا
میری شب فراق کا ماتم کر گیا کون	اک دن نہ غم میں دیدہ اختر ہی نہ ہوا
وہ دل نہیں جو عکس کرتا ہوا غ عشق	وہ نہیں جو غیر کے سجدہ کو خم ہوا
وہ لطف اٹھایا عشق میں تیرا خدا گواہ	تیرا ستم ہی حق میں ہمارے کرم ہوا
کامل کو فیض صحبت ناقص سے خاک ہو	کچھ تیرا کچھ فضل ہوا کچھ کرم ہوا
آئینہ یادگار سکندر ہر مشترک	مشہور عام ہی سے جہاں میں تھا جم ہوا
میں ترک مدعا ہی خوش ہوں ہر رشک	شادان قریب ہیں کہ اسے اور غم ہوا
دنیاے دو میں ہر ملی فکر سے نجات	مجھ پر سے کریم کا ہر دم کرم ہوا

ہین
میرزا
لیتے ہیں

لہر ملکہ
ساج

ہدا

پہاں کیا

<p> بیاہنے کی طرح گئی تو یہ ہی اس کی ٹوٹ اب دل کا اس بلا سے نکلنا حال ہے ہم جیتے جی ہی اس کی گلی میں چلے گئے شکوہ ستم کا یہ نہ شکایت رقیب کی اب لطف زندگی ہر محبت میں یار سے اجاب ہی کو غم نہیں حال تباہ پر </p>	<p> زاید مرید پریشان مرتے دم ہوا پیداواؤ کی زلف پریشانیں خم ہوا زاہد نہ مرے داخل باغِ ارم ہوا جو کچھ ہوا وہ تیری محبت میں کم ہوا شوق وفا بچھے اوسے ذوقِ ستم ہوا دشمن ہی ایسے وقت شریک الم ہوا </p>
---	---

مرغوبِ خاصِ عام ہے احمد ترا کلام
مشہور تجہا کوئی زمانہ میں کم ہوا

اسلم

<p> پھولوں کی میرا اب ہی جو دم فن بسا ہوا جوڑا جو کہل کے تیرا کمر تک رسا ہوا رونقِ فرا جو گہر سے وہ مہ تھا ہوا ظاہر یہ بعد قتل ہوئی الفت نہان خوشبو تو گل سے اڑتی ہی لیکن یہ کیسا ب ظالم یہ تیری مانگ نہیں میرے واسطے </p>	<p> احسان بعد مرگ یہ تیرا صبا ہوا رستہ میں ہی عدم کے ہجوم بلا ہوا احسان تیرا آج یہ مجھ پر عسا ہوا دل لپکے ہاتھ میں ترے رنگِ خاہر جو نامِ خلق میں ترا بادِ صبا ہوا آینکا ہر بلا کے ہے رستہ گھلا ہوا </p>
---	--

دل قریب خورد و اونها چو از کف من	نگار جام منی لاله فام می گیرد
نیز شراب طهورش فتدنگه هرگز	ز چشم مست تو هر کس که جام می گیرد
صله بدست تو از سحر او رسد شاید	که کس بدح نه زرا از میام می گیرد

بگفت حضرت ترکی چه طلقا مصراع

کدام باد صبارا بدام می گیرد

ترکی - جناب ترک علی شاه صاحب -

دلم گرد و زمر گانت ستمگر در هم و بر هم	دو آباد چون باشد ز لشکر در هم و بر هم
مده سیاره دل ابدست هند و لطفش	کند اوراق قرآن را که کافر در هم و بر هم
ککش هر اچو از باد حوادث امن پنجو اسی	که گرد و شاخ بالا تر ز صرصر در هم و بر هم
هنوز افسانه من یک سر مونه شنیدی	که شد طبع تو چون زلف مغنر در هم و بر هم
بگردان از سموم آه من عارض که میگردد	ز باد گرم هر برگ گل تر در هم و بر هم
ز شمشیرت بدنیان عضو عضو جدا خواهم	شود از طایر سبیل چو سپهر در هم و بر هم
چو دید لعل جان بخش ترا هرگز نمیکشتم	برائے خیمه جوان سکندر در هم و بر هم
شود از صحبت نا فهم ابر نسوخته دلها	که نادان میکند اوراق فقر در هم و بر هم
مرا خواندند در روز جزا دور که میداند	کشم از غره باصفیای عشر در هم و بر هم

ترا با خود برم امشب مگر بهر خدا ترکی
مکن از زار زالی بزم دلبر در هم و بر هم

وله

شکر ز لعل تو طوطی بجام می گیرد	غزال سر مه ز چشم تو دام می گیرد
غبار پاهای ترا گل بچهره می مالد	صبا ز لطف تو بود در مشام می گیرد
شکار بسته ز شکل به بند می افتد	عجبش ز خم زلفش بدام می گیرد
بسان نقش قدم از زمین نه برخیزد	کسی که بر سر کوشش قیام می گیرد
بلکونه در دِل خود میان کنم پیشش	بناز آنکه نه از من سلام می گیرد
به بین به بین که چو دیوانگان دل شیدا	ز توشش سر را سه بجام می گیرد
بغیر حلقه کیسوی تا بد از صدم	بدام باد صبارا کدام می گیرد
بشعر حضرت ناطق چو اقدارم	زمانه ام به معانی امام می گیرد
گرفت چنگل شرکان یار مرغ دلم	به بنچ باز چو بال حمام می گیرد

چنانم از غم جبرش فلک گشت ترکی
که چون ز خصم کس انتقام می گیرد

له کنایه از گل محمد مان ناطق مکرانی

لیرد
می گیرد
م می گیرد

بر هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

هم و بر هم

محفوظ۔ جناب ابوالکارم حافظ شیخ محی الدین احمد صاحب قریشی

اس جراحت میں بھی راحت اور ہے	لذت زخم محبت اور ہے
ایک بوسہ کی اجازت اور ہے	پھر تو چپکے سے ذرا فرمائیے
یہ قیامت میں قیامت اور ہے	داور محشر بھی ہے اس کی طرف
تم سے تو مجھ کو شکایت اور ہے	بیوفا ہو یہ تو ہے معمولی بات
اک قیامت کی مصیبت اور ہے	مر کے تو دنیا کے جھگڑوں سے چٹے
حضرت زاهد کی نیت اور ہے	اسکان پر دیکھنے کے کالی گہٹا
پیاری پیاری اوسین صورت اور ہے	لیکے میرے دل کے آئینہ کو دیکھ
کہتے ہیں وہ اس کی نیت اور ہے	میری لطیفی نظر کو دیکھ کر
جان من مجھ کو تو حسرت اور ہے	پیار کر لینے سے کیا تسکین ہو
اب بھی باقی کوئی محبت اور ہے	لیجئے دل لیجئے ضد ہو چکی تڑ
درد دل میں آج لذت اور ہے	لے رہے ہیں پیار سے وہ چنگیان
آج کل اپنی طبیعت اور ہے	مل گیا ہے ایک کسں مہ جبین

Checked
1987

صبح تک محفوظ طرح سکتا نہیں
شام ہی سے اس کی حالت اور ہے